

دوام حدیث

حجیت حدیث

چند شبہات کا ازالہ

اب ہم شاہ ولی اللہؒ کی وہ عبارتیں نقل کرتے ہیں جن سے ایک منکر حدیث ان کو اپنی صف میں لانے کی گنجائش کو مستثنیٰ کرتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے زمانہ میں دین کے سمجھانے میں بہت کوشش کی۔ قرآن کا فارسی میں ترجمہ کیا اور اس پر کچھ حواشی لکھے، اور اصول تفسیر میں ایک کتاب لکھی جس کو فوز البکیر کہتے ہیں۔ احکام کی حکمتوں میں حجتہ اللہ البالغہ اور بازخ لکھی۔ علم حقائق میں خیر کثیر۔ سطحات و لمعات و ہوامع و لواصغ وغیرہ کتابیں لکھیں۔ القول الجمیل تصوف میں لکھی۔ شریعت اور طریقت میں تطبیق دی اور ان سے وقتی مسائل حل کئے مگر یہ بات ایک انوکھی ہے کہ آپ نے حدیث کو بھی وقتی تسلیم کیا۔ جو لوگ آپ کی کتابوں سے آشنا ہیں وہ ضرور ہماری تصدیق کریں گے ان کتابوں کے چند حوالے ہم نا واقف لوگوں کے لیے بھی لکھ چکے ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ کی کتابیں بہت ہیں ان سے اکثر کے اردو تراجم بھی ہو چکے ہیں اگر کوئی شخص از روئے تحقیق ان کا مسلک معلوم کرنا چاہے تو ان سے استفادہ کر سکتا ہے مگر آج کل مقام حدیث میں مولوی عبید اللہ سندھی کے ایک مضمون سے جس میں آپ نے شاہ ولی اللہؒ کا تعارف کرایا ہے اور بجائے نقل کے کچھ اپنی باتیں بھی داخل کر دی ہیں کچھ ایسی عبارت نقل کی ہیں جو حقیقت میں شاہ ولی اللہ صاحب کے مسلک صحیح ترجمانی نہیں کرتیں

اس لیے ہم پہلے وہ عبارت نقل کریں گے جو مقام حدیث میں نقل کی گئی ہیں پھر اس کی غلطی کا پتہ دیں گے۔ مقام حدیث میں اگرچہ شاہ ولی اللہ صاحب کے متعلق سندھی صاحب کی بہت سی عبارات نقل کی گئی ہیں مگر وہ ہمارے بحث سے غیر متعلق ہیں اس لیے صرف وہ عبارت نقل کرتے ہیں جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ شاہ ولی اللہ حدیث کو مستنبط اور وقتی مانتے ہیں۔ چنانچہ نقل کرتے ہیں۔

”عام اہل علم قرآن شریف کے ساتھ سنت اور اجماع کو ادلہ شرعیہ (یعنی دینی حجت۔ طلوع اسلام) میں شمار کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب سنت کو قرآن سے مستنبط چیز مانتے ہیں لیکن اس استنباط کا طریقہ وہ نہیں ہے جو ائمہ فقہاء میں مروج ہے بلکہ حکمت کے اصول پر استنباط کرنے کے طریقے اور ان کے اصول شاہ صاحب کے یہاں علیحدہ مقرر ہیں۔“ غیر کثیر ہیں اس مسئلہ کی انہوں نے تفصیل لکھ دی ہے۔ اس طرح اگر سنت کو مانا جائے تو قرآن کے استقلال پر کوئی زد نہیں پڑے گی۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عہد سے خلافت راشدہ کے آخری وقت تک یعنی شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک شاہ صاحب کی تحقیق میں مسلمانوں میں کبھی اختلاف نہیں ہوا۔ اس دور کو وہ دور اجتماع کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل ازالۃ الخفاء میں مذکور ہے۔ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد اختلاف شروع ہوا۔ اب اجماع وہی مستند ہو گا جو مذکورہ دور اول کے تتبع میں منعقد ہوا۔ شاہ صاحب نے اس دور کو خیر القرون قرار دیا ہے اور اس کی تفصیل ازالۃ الخفاء میں موجود ہے۔ اسے ساری دنیا جانتی ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کا مستند سوائے قرآن عظیم کے کوئی لکھی چیز نہ تھی۔ اس پر یہ جماعت اپنے پارٹی پارٹیکس کے نظام کو ملحوظ رکھتے ہوئے عمل کرتی تھی۔ اس پارٹی کی سنٹرل کمیٹی کی طرف اشارہ ہے۔ قرآن حکیم کی ذیل کی آیت میرَ السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ مَا جَعَلَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَفَرَغَتْ رُسُلُ اللَّهِ فِي صُحُفِهِمْ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

یہ یعنی قرآنی حکومت کا قیام ہوا اور اس میں مسلمانوں کی مرکزی جماعت جزئی قوانین میں نہ ہو سکتی۔ (طلوع اسلام)

حالانکہ اس آیت کا مطلب بالکل واضح ہے کہ قرآن ایک وحی ہے جو حضور پر نازل کی گئی ہے۔ حضور اسے اپنی طرف سے وضع کر کے (معاذ اللہ) پیش نہیں کر رہے۔ اس کے بعد جناب سندھی کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے۔ آپ لکھتے ہیں :-

”علماء اصول فقہ لکھتے ہیں کہ اصول دین چار ہیں۔ کتاب و سنت و اجماع و قیاس۔ درحقیقت یہ تعبیر صحیح نہیں۔ کیونکہ قیاس تو وہی معتبر ہے جو اصول ثلاثہ سے مستنبط ہو باقی رہے تین اصول۔ سو ہمیں بڑی محنت کے بعد معلوم ہوا کہ ساری سنت قرآن سے مستنبط ہے۔ خیر کثیرؑ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (یعنی قرآن سے باہر سنت کہیں نہیں ہے۔ طلوع اسلام) پھر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور خلفائ ثلاثہ کے متفقہ فیصلہ کے بغیر کوئی عمل مستند نہیں (یعنی اس دور میں اجماع انہی کے متفقہ فیصلوں کا نام تھا۔ طلوع اسلام) کیونکہ حضرت علی کے عہد میں خبرالامم سے مشورہ کا جو ہر کھو گیا تھا لہذا اجماع کا مدار بھی کتاب و سنت پر ہوا۔ بنا علیہ اصل ہے فقط کتاب اللہ و ما ینطق عن اللہ ہی ان ہو الا وحی یوحی ہمارا رسول دین کے معاملہ میں کوئی ہڑی کی بات نہیں کرتا ذاتی خواہش کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ اور دین قرآن میں منحصر ہے۔ اور قرآن ہی دین کا اصول اساسی ہے۔ یہاں ینطق سے مطلق نطق (یعنی رسول اللہ کی ہر بات طلوع اسلام) مراد رکھ کر وحی متلو اور غیر متلو کو ملا دیا گیا ہے۔ ہمارے یہاں یہ پسند نہیں بلکہ مطلق نطق بالقرآن (یعنی قرآن کی بات۔ طلوع اسلام) مراد ہے“

اوپر کی عبارت چونکہ زیادہ واضح نہیں اس لیے اس سے شبہ ہو سکتا ہے کہ جناب سندھی کے نزدیک (یعنی شاہ صاحب کی تعلیم کے مطابق قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے فیصلے) (سنت) ناقابل تغیر ہیں اور انہیں اسی شکل میں قائم رکھنا۔ اسی طرح ان کی اتباع کو ماضوری ہے ذیل کی تشریح میں جناب سندھی نے اپنے مفہوم کو اور بھی واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ وہ ارشاد فرماتے ہیں :-

”واضح رہے جب اساسی قانون پر عمل درآمد شروع ہوتا ہے تو مخاطبین

جماعت قرآن پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوئی اس کا وہ مرکزی حصہ جس کا ہر قول فعل خدا تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہے وہ مہاجرین اور انصار کا پہلا طبقہ تھا۔ اس کی اتباع قرآن پر عمل کرنے کے لیے قیامت تک مسلمانوں کے لیے ضروری ہے (یعنی قرآن کے اصولوں میں نہ کہ فرعی قوانین میں جس کے متعلق خود جناب سندھی نے اگلی سطروں میں فرمایا ہے کہ وہ ہر زمانے میں قابل تغیر ہو سکتے ہیں۔ طلوع اسلام) زمانے کے تغیرات سے جو نئی چیز قابل بحث پیش آئے وہاں اس جماعت متبعین بالا حسان کا فیصلہ ماننا ضروری ہوگا (یعنی ہر دور میں حکومت الیہ قائم کرنے والی جماعت کی سنٹرل کمیٹی۔ طلوع اسلام) یہ اس دور کے مابعد کے اجماع کا حاصل ہے۔ اس طرح اجماع قرآن کی حکومت قائم کرنے والی جماعت کے متفقہ فیصلے یا اعلیٰیت کے فیصلوں کا نام ہوگا۔ لہذا اجماع قرآن سے علیحدہ کوئی چیز نہیں بلکہ اجماعیات قرآنی اصول کے تشریحی ہوں گے۔ اس سے کوئی ترقی کن جماعت جو زمانہ کے طویل عرصہ میں کام کرے خالی نہیں ہو سکتی۔ اس طرح اجماع بھی قرآن کے مقابل ایک مستقل اصل نہ بنا بلکہ قرآن کی حکومت قائم کرنے والی جماعت کے اتفاق کا نام ہوا۔ اس طور سے مسلمانوں میں قرآن کے مستقل درجہ کا تعارف کرانے والی شخصیت امام ولی اللہ دہلوی ہیں ۛ

اس چیز کو جناب سندھی نے حاشیہ میں اور بھی واضح فرمایا ہے۔ اقتباس سے پیشتر عام قارئین کے سمجھنے کے لیے ایک بات تمہیداً لکھ دینا ضروری ہے۔ تشدد فی الحدیث طبقہ کا مسلک یہ ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو کچھ بھی ارشاد فرمایا ہے وہ وحی (یعنی خدا کی طرف سے نازل شدہ) ہے۔ اس کا ایک حصہ قرآن ہے اور دوسرا احادیث۔ اس کی سند میں وہ قرآن کی آیت پیش کرتے ہیں کہ:

وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (پہلا۔ سورۃ النجم)

یعنی یہ رسول اپنی ذاتی خواہش سے کچھ نہیں کہتا بلکہ یہ تو وحی ہے جو اس پر

کے حالات کے مطابق چند تہیدی قوانین بنائے جاتے ہیں۔ فرق یہ ہوتا ہے کہ قانون اساسی غیر تبدیل ہوتا ہے اور تہیدی قوانین ضرورت کے مطابق بدل سکتے ہیں۔ ہم سنت ان تہیدی قوانین کو کہتے ہیں جو رسول اللہ (صلعم) اور آپ کے بعد خلفائ ثلاثہ نے مسلمانوں کی مرکزی جماعت کے مشورے سے تجویز کیے۔ خلافت عثمانیہ کے بعد یہ نظام ٹوٹ گیا کہ تمام امور مشورے سے طے کیے جائیں۔ سنت کو ہمارے فقہاء حنفیہ رسول اللہ (صلعم) اور خلفاء راشدین میں مشترک مانتے ہیں اور یہی ہمارے رائے ہے اور یہ سنت قرآن ہی سے پیدا ہوگی۔ آج کل اصطلاح میں اس کو بائبلز کہا جاتا ہے..... اصل قانون اساسی متعین ہے۔ بائبلز اس وقت اور تھے، اس وقت اور ہوں گے جن میں زمانہ کے اقتضات کے مطابق فردی تبدیلیاں ہوں گی۔ نئی نئی پیش آمدہ صورتوں کے متعلق تفصیلی احکام کا استخراج ہو گا اور اس کا نام فقہ ہے“ (۷۶۲)

اس موضوع پر ہم آئندہ شمارہ بشعہ کریں گے اور مذکورہ بالا باتوں کا جواب ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

ضروری اطلاع

جن حضرات کم دستہ خریداری ختم ہو چکے ہیں انہ کے نام دعوہ پلمہ کو دعوہ گمہ ہے اس لیے انہ سے گزارش ہے کہ براہ کرم دعوہ پلمہ کو وصول نہ مائیں۔ مین خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ (مینجر ترجمان الحدیث)